مقاماتِ مظہری

تالیف : شاہ غلام علی دہلویؒ ترجمہ تحقیق : محمدؐ اقبال مُجددی



اُردو سائنس بورڈ، لاہور

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۷۵

مقاماتِ مظہری

(مع فہرس)

احوال و ملفوظات و مکتوبات

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ

۱۱۱۱ھ / ۱۷۰۰ء ——— ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

تحقیق و تعلیق و ترجمہ

محمد اقبال مجددی

اُردو سائنس بورڈ

۲۹۹ - اپر مال ○ لاہور

مقاماتِ مظہری

لائبریری کیٹلاگ کارڈ

غلام علی دہلوی ، شاہ

مقاماتِ مظہری (احوال و مقامات ، ملفوظات و مکتوبات حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید م ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء ۔ ۔ ۔) لاہور : اردو سائنس بورڈ ، ۱۹۸۳ء

۶۹۲ ص

۱- مظہر جانِ جاناں ، میرزا

۲- سلطنتِ مغلیہ

۳- تصوف ـ ہندوستان

I- محمد اقبال مجددی ، مترجم

II- عنوان

۹۲۲ ۹۷

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۷۵

طبع اول : جولائی ۱۹۸۳ء

تعداد : ۱۱۰۰

قیمت : -/۸۰ روپے

ناشر : اشفاق احمد
ڈائرکٹر اُردو سائنس بورڈ
۲۹۹ - اپر مال ، لاہور

طابع : محمد زرین خان
مطبع : زرین آرٹ پریس
۶۱ - ریلوے روڈ ، لاہور

تساہل سے کام لیتے تھے - جس کی وجہ سے ہمارے دل میں ان سے نفرت پیدا ہو گئی - کیوں کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تارک قابلِ اقتداء نہیں ہے - مجھے خدشہ تھا کہ میرے والد کہیں مجھے ان سے بیعت ہونے کے لیے نہ کہیں -

ایک دن ہم نے والد سے پوچھا کہ حضرت شاہ عبدالرحمٰن نماز میں تساہل کیوں کرتے ہیں - تو فرمایا کہ ان پر سکر غالب ہے - اس لیے معذور ہیں - میں نے عرض کیا کہ اداء نماز کے وقت تو ان پر سکر غالب آ جاتا ہے - اور امور دیگر کے معاملے میں ان پر صحو کا غلبہ ہوتا ہے - آپ نے جھنجھلا کر فرمایا ، کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں فہم و ذکاء اس لیے دیا ہے کہ تم ہمارے پیر پر اعتراض کرو ؟ البتہ اس گفتگو سے ہماری ان سے بیعت کا اندیشہ دور ہو گیا -

آپ فرماتے تھے کہ شورِ عشق و محبت میری طینت کا خمیر ہے - اور آغاز سے ہی میرا میلانِ طبع مظاہر جمیلہ کی طرف تھا - مجھے یاد ہے کہ میں ابھی چھ ماہ کا بچہ تھا تو آیا کی گود سے ایک حسین عورت نے مجھے اٹھا لیا - اس کے جلوۂ جمال سے میں بے خود ہو گیا - اور اس کے ساتھ وابستگی ہو گئی - اور اس کے دیدار کے بغیر بے قرار رہنے لگا - اس کے فراق میں میں روتا تھا - میں پانچ سال کا تھا کہ میری عاشقی کا شہرہ ہو گیا - اور عوام میں یہ مشہور ہو گیا کہ اس بچے نے عاشقانہ مزاج پایا ہے[۲۰] -

آپ فرماتے تھے کہ میری محبت کا جذبہ اس قدر رسا تھا کہ معشوقوں کی جسمانی بیماریوں کا ظہور میرے جسم میں ہو جاتا تھا - ایک بار ایک جوان[۲۱] جو میرا منظور نظر تھا ، اُسے بخار ہوا تو مجھے بھی بخار ہو گیا - اس نے دوا کھائی تو اس دوائی کا اثر مجھ پر بھی ہوا -

آپ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ نیم چاندنی رات تھی ہمارے گھر کا دروازہ بند تھا - کہ ناگہاں وہ جوان آیا - اس نے یاسمین کے پھول چنے اور میرے سر پر رکھ کر غائب ہو گیا - وہ پھول صبح تک میری چارپائی پر پڑے رہے -

آپ فرماتے تھے کہ جس نے اپنے چشم و رو عشق کی خاکسارانہ زمین پر نہیب ملے وہ شوقِ سجدہ کی لذت سے محروم رہا کیوں کہ

حدیث کے مطابق، سجدہ کرنے والا اللہ کے قدم پر ہوتا ہے۔

بعض تجلیاتِ الٰہیہ دلربای چشم اور بعض کمند کے حلقوں کی طرح ہوتی ہیں۔ تجلیات کا ذوق اور تاثیر جلوہ عارض و خال، وجدانِ محبتِ رسا کے مطابق حاصل کیا جاتا ہے۔

خواجہ حافظ شیرازی، شیخ فخر الدین عراقی اور شیخ اوحد [الدین] کرمانی رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے اشعار میں اصطلاحات وضع کرکے تجلیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی دلبر حسن عشق کی بے تابی میں مصروف ہے وہ دراصل معشوقِ حقیقی کے جذبۂ جمال کا پرتو ہے۔

[یہ اشعار] آپ کے دیوان میں پائے جاتے ہیں :

جلوہ مفت است اگر دیدۂ بینای ہست
این۲۲ جہان آئینہ آئینہ سیمای ست
مہر و مہ ارض و سما آئینہ شکل اند ہمہ
[۱۹] میتوان یافت کہ در پردۂ خود آرای ہست۲۳

اسی سلسلے میں عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

برون زد خیمہ ز اقلیم تقدس
تجلی کرد بر آفاق و انفس
ازان لمعی فروغی بر گل افتاد
ز گل شوری بجانِ بلبل افتاد
رخ خود شمع زان آتش را فروخت
بہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت۲۴

عشقِ مجازی دلوں کی گرمی اور بجھی ہوئی آتش الٰہی ہے بشرطیکہ دونوں کے درمیان ملاقات نہ ہو۔ تاکہ وصال کا پانی دل کی حرارت کو سرد نہ کر دے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ جس میں شور انگیز عشق نہیں اس پر طریقہ حرام ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ الحسن ماحسنہ الشرع و القبیح ما قبحہ الشرع یعنی خوبی اسی میں ہے جسے شرع میں اچھا سمجھا جائے اور برائی اسی میں ہے جسے شرع برا قرار دے۔ اگرچہ پرہیزگاری اور عبادت میں نور و صفا ہے۔ لیکن طریق محبت سوز و گداز کی وجہ اذواق سے اہم ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مغیث نامی ایک شخص ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی بریرہ پر عاشق ہوگیا تھا ۔ اور جب کبھی بریرہ بازار جاتی ، مغیث اس کے پیچھے ہو لیتا ، زار و قطار روتا اور آہیں بھرتا ، اس کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی ۔ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و سلم کو اس پر رحم آیا ۔ اس کی بریرہ سے سفارش کی کہ تو اس سے نکاح کرلے[۲۵] ۔ لونڈی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اگر اس باب میں وحی نازل ہوئی ہے تو مجھے قبول ہے ورنہ مجھے اختیار ہے کہ میں اس کی شکل بھی نہ دیکھوں ، عرصہ دراز کے بعد مغیث دردِ عشق میں ہی مر گیا ۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عشق کیا ، اسے پوشیدہ رکھا اور عفت کی زندگی گزاری اور (اسی حالت میں) مر گیا تو اُس نے شہادت کی موت پائی ۔ اس حدیث کو دارمی[۲٦] نے روایت کیا ہے ۔ (حدیث) من عشق و کتم و عف و مات مات شہیداً[۲۷] ۔

تأثرات محبت کے نوادر بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ایک عاشق آتش ہجر سے بے تاب ہو کر دریا میں کود پڑا اس کی معشوقہ کو اپنے عاشق کی موت کی خبر ملی تو وہ بھی ماتم کرتے ہوئے دریا میں کود پڑی شدید جستجو کے بعد دونوں کو اتحادِ جذبِ محبت میں ہم آغوش پایا گیا :

بسیار دیدہ ام کہ یکی را دو کرد تیغ
شمشیر عشق بین کہ دو کس را یکی کند[۲۸]

آپ فرماتے تھے ایک عاشق رقابت کی تاب نہ لا سکا اور دیوانگی کی حالت میں اپنے معشوق کو زخمی کرنا چاہا ۔ کسی نے کہا کہ اس کا کیا قصور ہے ؟ یہ تو تیرے دل کا قصور ہے ۔ [یہ سن کر] اس نے اپنا سینہ چاک کیا اور دل نکال کر خنجر سے اس پر اتنے زخم لگائے کہ دل پارہ پارہ ہو گیا ۔

آپ فرماتے تھے ۔ کہ ایک عاشق نے اپنے معشوق کو مجلسِ اغیار میں جانے سے منع کیا ۔ لیکن غرورِ حسن سے اس نے اس کی پروا نہ کی ۔ اور جہاں وہ جانا چاہتا تھا چلا گیا ۔ بے چارہ عاشق دیر تک مارے

ضیرت و غم گریبان میں سر ڈالے رہا ۔ آتش غیرت سے اس کا ناتواں جسم جل گیا ۔ جب اُسے دیکھا گیا تو مردہ پایا ۔ معشوق کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے بھی حسرت و ندامت سے گریبان میں منہ ڈال اپنے عاشق کے تتبع میں جان دے دی ۔ دونوں کو ایک دوسرے کے قریب دفن [۲۰] کر دیا گیا :

دوزخم سوزد اگر جنت ہوس باشد مرا
یک وجب جا از سرِ کوی تو بس باشد مرا ۲۹

آپ فرماتے تھے ۔ ایک مور ایک حسین عورت پر عاشق ہو گیا ۔ رقص کرتے ہوئے اس کے گرد چکر لگاتا تھا ۔ لوگ ملامت کرتے تھے کہ یہ عورت جانوروں کی معشوقہ ہے ۔ عورت کو لوگوں کے طعنوں سے غیرت آئی ۔ اس نے مور کو بلایا وہ رقص کرتا ہوا عورت کے پاس پہنچا ۔ عورت نے کہا کہ اپنی آنکھ میرے قریب کرو مور نے جو کہ عورت کا جانباز عاشق تھا اپنی آنکھ عورت کی طرف کر دی ۔ اس نے گرم سلاخ اس کی آنکھ میں پھیر دی ۔ اسی طرح اس نے دوسری آنکھ کے لیے کہا تو عاشق بے تاب نے وہ آنکھ بھی عورت کی طرف کر دی ۔ بے رحم عورت نے دوسری آنکھ میں بھی گرم سلاخ پھیر دی ۔ مور دیر تک اس کے سامنے زمین پر تڑپتا رہا اور اپنی جان معشوقہ پر نثار کر دی ۔ عورت بھی اس ستم ظریفی کی حسرت سے چند روز کے بعد مر گئی ۔

فرماتے تھے ۔ ایک بے رحم جوان نے فاختہ کے جوڑے میں سے ایک کو شکار کر لیا ۔ دوسری فاختہ دردِ تنہائی کی تاب نہ لا سکی ۔ اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہا ۔ اور تنکے لا کر جمع کیے اور شکار شدہ کے پَر بھی فراہم کیے اور اپنی چونچ میں انگارے لا کر اس پر ڈال دیے ، تھوڑی دیر کے بعد آگ جلنے لگی ۔ اور اس نے خود کو اس میں جلا ڈالا اور کہا :

مرا چون خلیل آتشی در دل است
کہ پندارم این شعلہ برمن گل است ۳۰

فرماتے تھے کہ موسم بہار میں ایک پھول بلبل کے پنجرے میں لٹکا

دیا گیا ۔ بلبل نے اپنا منہ برگ گل پر رکھ کر نالہ ہای موزوں کا آغاز کر دیا ۔ زمانہ دراز تک وہ فریاد کرتا رہا پھر ناگہانی طور پر خاموش ہو گیا دیکھا تو اُسے مردہ پایا گیا :

عجب از مردہ نباشد بدرِ خیمۂ دوست
عجب از زندہ کہ چون جان بدر آورد سلیم ۳۱

راقم فقیر [شاہ غلام علی] کہتا ہے کہ میں نے بھی راہ محبت کے بہت سے ایسے سبک رو دیکھے ہیں کہ مذکوراتِ محبت میں محبت کی بھٹی کا شعلہ روشن کیا ہے اور جان دے دی ہے اور کونین سے قطع تعلق کر کے مشاہدۂ محبوب میں استغراق حاصل کیا ہے :

اللھم احینی فی حبک و امتنی فی حبک و احشرنی فی حبک ۔

[یعنی] خداوند کریم مجھے اپنی محبت میں زندہ رکھ ، اپنی محبت میں مار اور میرا حشر بھی اپنی محبت میں کر ۔

آپ فرماتے تھے کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا قدم میرے لیے مبارک ثابت ہوا [یعنی ولادت حضرت میرزا مظہر رحمۃ اللہ علیہ] کہ جس سال تم پیدا ہوئے ، اُسی سال ہم نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی ۔ اور فقر و قناعت کی دولت کو اپنایا ۔ پس ان [والد ماجد] کی صحبت سے ہماری طبیعت میں ترک و تجرید سے رغبت پیدا ہوئی ۔ اور فقر کو دولت مندی پر ترجیح دی ۔ آپ فرماتے تھے کہ ہم سولہ سال کے تھے کہ شفقتِ پدری سے محروم ہو گئے ۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ اپنے اوقاتِ کار کی تقسیم اس قسم کی رکھنا جس سے کسب کمال ہو سکے ۔ اور اپنی عمر فضول اشغال میں صرف نہ کرنا ۔ والد کے متعلق سمجھیں کہ وہ زندہ ہے ، باپ کی زندگی کا مقصد ہنر و کمال حاصل کرنے کی تربیت کرنا ہے ۔

آپ فرماتے تھے کہ والد کی وصیت کے احترام میں میں نے اپنے اوقات حصول علم و عمل اور صحبت احباب میں تقسیم کر لیے ۔ [۲۱] اور عمر و زندگانی سے بہرہ اندوز ہوا ۔

فرماتے ہیں کہ والد کے انتقال کے بعد خیر خواہانِ دنیا نے مجھے